مسلم معاشرت کی تشکیل جدید کا مسئلہ
(شاہ ولی اللہ کے افکار کی روشنی میں)

پروفیسر محمد عارف خان ☆

برصغیر کی تقسیم کے ٹھیک پچاس سال بعد پاکستان کی صورت میں مسلم معاشرت کی تشکیل جدید میں واضح ناکامی نے مسلم حلقوں کو چونکا دیا ہے۔ قیام پاکستان دراصل برصغیر میں مسلم معاشرت کی تشکیل جدید کا ایک عہد تھا۔ بوجوہ ہم اس مقصد کے حصول میں ناکام و نامراد رہے۔ اور اب صورتحال یہ ہے کہ پوری معاشرت بوسیدگی اور انارکی کے ڈھیر پر کھڑی معلوم ہوتی ہے۔ اس معاشرت کے اندر رہنے والے انسان حیات' مال اور آبرو کیلئے عدم تحفظ کا شکار ہیں۔ معاشرت مکمل طور پر ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوچکی ہے۔ ٹوٹ پھوٹ یا بگاڑ کا یہ عمل معمولی یا جزوی نوعیت کا ہو تو معاشرت کے اندر سے خودبخود اصلاحی قوتیں ایک فطرتی خودکار نظام کے تحت اصلاح کا فریضہ سرانجام دیتی رہتی ہیں۔ مکمل بگاڑ کی صورت میں اس کے علاوہ کوئی چارہ کار باقی نہیں رہتا کہ معاشرت کی نئے سرے سے تعمیر کیلئے نئی بنیادوں کا تعین کیا جائے۔

اب جبکہ پاکستان کی صورت میں حیات نے نصف صدی کا مزید سفر طے کرلیا ہے۔ یہ نیا سفر اب ایک تاریخ ہے اور اس کا پیش نظر رہنا بھی ضروری ہے۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کیلئے وہ سوال ابھی تشنہ طلب ہے جو پاکستان کی صورت میں الگ ملک حاصل ہوجانے سے یہ سمجھ لیا گیا تھا کہ مسئلہ حل ہوگیا ہے۔ یہ مسئلہ جوں کا توں ابھی باقی ہے بلکہ اب اس میں شدت آتی جارہی ہے۔ پچاس سال پہلے ایک امید بندھی تھی اور پچاس سال بعد وہ ٹوٹ کر بکھرنے کو ہے۔ اس لئے پاکستان کے حکماء و علماء کے لئے ایک چیلنج کی صورت میں یہ سوال اب بھی باقی ہے کہ مسلم معاشرت کی تشکیل جدید کیسے ہو؟ زیر نظر سطور میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے عمرانی فلسفے کا ایک جائزہ مقصود ہے۔ یہی وہ عمرانی فلسفہ ہے جس نے ایک نازک موقعے پر زوال پذیر مسلم معاشرت کی تشکیل جدید کا بیڑا اٹھایا تھا اور بعض بنیادی و اساسی اصولوں و ضوابط کا

☆ پروفیسر گورنمنٹ گریجویٹ کالج' میرپور' آزاد کشمیر

ازسرنو تعین کرنے کی سعی کی تھی۔ یہ فکر زندہ ہے۔ معاشرت کے جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اس فکر سے استفادہ معاشرت کی تشکیل جدید میں ممدومعاون ثابت ہوسکتا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

قطب الدین احمد المعروف شاہ ولی اللہ ۱۷۰۳ء (۱۱۱۴ھ) کو پیدا ہوئے۔ شجرہ نسب عمر فاروقؓ سے جاکر ملتا ہے۔ (۱) شاہ ولی اللہ کے حالات زندگی پوری طرح محفوظ ہیں۔ ولادت سے لے کر تعلیم اور پھر نکاح، سفر حرمین شریف، وہاں سے واپسی، مسلک و عقیدہ، شاگرد و تلامذہ اور تصنیف و تالیف کے احوال، مختلف حوالوں سے موجود ہیں۔ مولانا محمود احمد برکاتی نے حیات شاہ ولی اللہ کے باقاعدہ سنین ترتیب دیئے ہیں۔ (۲) شاہ ولی اللہ کی تمام کتب کا صحیح اندازہ بھی ابھی نہیں ہوسکا۔ بھارت میں اس پر کام ہورہا ہے۔ بہت سی کتب ابھی زیور طباعت سے آراستہ نہیں ہوسکیں۔ مولانا محمد منظور الوجیدی مترجم "حجتہ البالغہ" کے نزدیک شاہ صاحب کی کتب کی تعداد سو سے زائد ہے، جن میں سے پچاس کے قریب معلوم ہوسکی ہیں۔ جبکہ مولانا محمود احمد برکاتی نے اکسٹھ کتب کی تفصیلات مہیا کی ہیں۔ شاہ صاحب کے عمرانی نظریات ان کی اہم ترین کتاب "حجتہ البالغہ" میں بیان ہوئے ہیں۔ جبکہ "البدور البازغہ" اور چند دوسری کتب مین ضمناً" بیان ہوئے ہیں۔ زیر نظر مطالعے میں "حجتہ البالغہ" ہی بنیادی ماخذ کے طور پر پیش نظر ہے۔

حالات، جو شاہ ولی اللہ کے عمرانی فلسفہ کے سبب بنے

شاہ ولی اللہ کے عمرانی فلسفے کا سبب برصغیر کی وہ معاشرت تھی، جو اپنی اصل چھوڑ چکی تھی۔ صدیوں کی مغلیہ سلطنت زوال آمادہ تھی۔ وہ سارے میلانات و آثار نمایاں ہوچکے تھے۔ جو زوال کی لازمی شرائط ہیں۔ مورخین نے کئی اسباب بیان کئے ہیں۔ (۳) طباطبائی کے حوالے سے اشتیاق قریشی لکھتے ہیں:

> "اٹھارویں صدی عیسوی میں بالکل ہی سطحی مشاہدہ بھی یہ دیکھ سکتا تھا کہ برعظیم پر مسلمانوں کی گرفت باقی نہیں رہی تھی۔ جہاں کہیں مرہٹوں کے حملے ہوتے تھے۔ ان سے ایک اوسط درجے کے مسلمانوں پر یہ دردناک

حقیقت واضح ہوجاتی تھی کہ اب اس کی املاک اس کی زندگی اور حتیٰ کہ اس کی عزت و آبرو بھی محفوظ نہیں رہی تھی۔" (۴)

برصغیر کے معاشرے کی اساسی خصوصیات' جن میں تمام مذاہب کے درمیان رواداری' بلا تمیز مذہب و زبان انصاف عامہ' تعصبانہ میلات سے دوری اور تصوف کے اثرات میں نمایاں کمی آچکی تھی۔ اشتیاق قریشی کہتے ہیں:۔

"یہ بالکل صحیح ہے کہ راسخ الاعتقاد جماعت نے اپنے تفوق پر زیادہ اصرار کیا اور اپنے فتح کے لمحوں میں تقاضائے وقت کے مطابق احتیاط سے کام نہیں لیا۔" (۵)

پروفیسر عزیز احمد لکھتے ہیں:۔

"اٹھارویں صدی کا آغاز ہوتے ہوئے مغلیہ دور کے دو بڑے صوفی سلسلے نقشبندی اور قادری اپنی روحانی فعالیت کھوچکے تھے۔ تصوف پر اب اتنا اعتماد نہیں کیا جاسکتا تھا' جتنا شیخ احمد سرہندی کے زمانے میں۔" (۶)

سو برصغیر کی پوری معاشرت اپنی بنیادوں سے ہٹ چکی تھی اور اس کے اندر سے اصلاحی قوت ناکام ہوچکی تھی۔ ان حالات میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے معاشرت کی نئے سرے سے تشکیل کیلئے اپنے عمرانی نظریات بیان کئے۔

شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریات

شاہ ولی اللہ نے اپنے عمرانی نظریات کو اپنی شہرہ آفاق تصنیف "حجتہ البالغہ" میں ایک مخصوص عمرانی اصطلاح "ارتفاقات" مبحث سوم کے تحت بیان کیا ہے۔ (۷) ارتفاق لغوی معنی کے لحاظ سے رفق مادے پر ہے۔ یعنی نفع دینا' مدد کرنا' نرمی اور حکمت سے پیش آنا اور ساتھ ہونا ہے۔ (۸) شارحین حجتہ البالغہ نے اس کے مختلف مفہوم بیان کئے ہیں۔ زیر مطالعہ نسخہ میں صاحب ترجمہ ارتفاق اور ارتفاقات کا ترجمہ نفس مضمون کے حوالے سے کرتے ہیں۔ جیسے تدبیرات نافعہ (۹)' معاشی فوائد (۱۰)' تدابیر معاشیہ کی باتیں (۱۱) وغیرہ۔ پروفیسر عزیز احمد نے اس کا ترجمہ "مراتب" کیا ہے۔ (۱۲) پروفیسر محمد سرور ارتفاقات کی تعریف ان الفاظ میں کرتے

ہیں:۔

"ہر نوع کو اپنے نوعی تقاضوں کی تکمیل کیلئے "طبعی الہامات" سے نوازا گیا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں نوع انسان کو اپنی ضرورتوں کی تحصیل اور اس میں مزید آسانیاں پیدا کرنے کے علاوہ خصوصی الہامات سے بھی نوازا گیا ہے۔ ان الہامات کا ظہور جن عملی پرایوں میں ہوتا ہے۔ ان کا نام ارتفاقات ہے" (۱۳)

ایک اور شارح ولی اللہی بشیر احمد نے بھی اس مخصوص اصطلاح کے معنی و مفہوم کے تعین میں تفصیلی بحث کی ہے۔ ان کے نزدیک ارتفاقات' معاشی و فکری مشکلات پر آسانی سے عبور حاصل کرلینے کا طریقہ ہے۔ جو حکماء عموماً" استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح کھانے پینے' رہنے سہنے کے سلسلے میں حائل مشکلات کو دور کرنے کے طریقوں کو ارتفاقات معاشیہ کہتے ہیں (۱۴) اور اعلیٰ دماغ والے لوگ اسرار کائنات کو سمجھنے اور اپنے غور و فکر کے نتائج اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں۔ ان کو ارتفاقات الہیہ کہتے ہیں (۱۵)

الغرض "ارتفاقات رابع" کے تحت شاہ ولی اللہ اپنا عمرانی فلسفہ بیان کرتے ہیں۔ حکماء عمرانیات کی طرح مدارج و ارتقاء کی تمثیل پر خصوصی اصطلاح وضع کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں۔ مخلوقات کے مدارج تخلیقی پر عمرانی مدارج کی بنیاد رکھتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"انسانی معاشرہ کے ابتدائی درجے میں اجتماعی اداروں کی تشکیل جانوروں کے اجتماع سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہوتی۔ فرق اتنا ہے کہ حیوانات میں یہ ارتفاق بطور اجمال پایا جاتا ہے۔ انسانوں میں آکر یہ پوری طرح نشوونما پاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرہ اپنی اس ابتدائی شکل میں حیوانات کے اجتماع کی بہ نسبت زیادہ بہتر اور بلند درجہ ہوتا ہے"۔ (۱۶)

شاہ صاحب نے معاشرت کو چار درجوں یا منزلوں میں تقسیم کیا ہے۔ انسانی گروہ بتدریج آخری منزل حاصل کرتا ہے۔

"معاشرت کا پہلا درجہ یا منزل۔ ارتفاق اول

شاہ ولی اللہ کے نزدیک ارتفاق اول معاشرے کی ابتدائی شکل ہوتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں انسان کی ابتدائی زندگی کا نام ارتفاق اول ہے۔ اس درجے پر انسان کی سوچ بھی ابتدائی منزل پر ہوتی ہے اور اس کی ضرورتیں اور حاجتیں بھی معمولی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ ضرورتوں اور تقاضوں کو بیان (۱۸) کرنے کے علاوہ وہ ایک جدید قومی عنصر "زبان" کی ضرورت پر بھی زور دیتے ہیں۔ ان کے نزدیک زبان ہی کے ذریعے انسان اپنا ماضی الضمیر بیان کرتا ہے اور دوسرے انسانوں سے قریب ہوتا ہے۔ (۱۸) اس درجہ ارتفاق کی انتہا کا ذکر کرتے ہیں کہ اس منزل پرصائب ترین رائے اور قوی ترین گرفت کا مالک آدمی کھڑا ہوکر دوسروں کو ماتحت کرلیتا ہے یعنی سردار بن کر سب کو درست کرلیتا ہےیا کوئی ایسا ضابطہ تشکیل پاجاتا ہے جس سے منفی کام روکے جاسکتے ہوں۔ (۱۹)

معاشرت کا دوسرا درجہ۔ ارتفاق دوم

ارتفاق دوم میں داخلے کی شرط ارتفاق اول کے تجربات و ضروریات کو بھرپور طریقے سے مدنظر رکھنا ضروری ہے۔ اس کی وضاحت شاہ ولی اللہ نے دوسرے درجے کے بیان سے پہلے بالوضاحت بیان کی ہے، لکھتے ہیں:۔

> "اس میں ضابطہ یہ ہے کہ ارتفاق اول کو ہرمعاملہ میں تجربہ صحیحہ پر رکھا جائے۔ پھر جو صورتیں نقصان سے بعید اور فائدہ کے قریب ہوں، انہیں لیا جائے اور ان کے سوا باقی (مضرصورتوں) کو چھوڑ دیا جائے اور اس طرح ارتفاق اول کو اعلیٰ اخلاقیات پر پرکھا جائے جو کہ جبلی طور پر کامل المزاج لوگوں کو حاصل ہیں" ۔(۲۰)

ارتفاق دوم کو شاہ ولی اللہ نے تین عنوانات (۱) معاشی آداب کا فن (۲) تدبیر منزل اور (۳) فن معاملات کے تحت بیان کیا ہے۔ ارتفاقات کی اس بحث میں یہ درجہ انسانی معاشرت کا انتہائی اہم درجہ ہے۔ ارتفاق اول گویا تہذیب و تمدن کی بنیاد ہے۔ جبکہ یہ درجہ کسی قوم کیلئے

تہذیب و تمدن کا اصل معرکہ ہے۔ یہ درجہ اس کی تشکیل کا درجہ ہے۔

۱۔ معاشی آداب کا فن' کے تحت شاہ ولی اللہ انسان کی بنیادی و فطری ضرورتوں کی نشاندہی کے ساتھ' ان کے حصول کیلئے ایک نظم' سلیقے اور کردار کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ جس سے اس تصور کو تقویت ملتی ہے کہ نتائج نظم و تنظیم سے وابستہ ہیں۔ لکھتے ہیں :۔

"اس فن کے اہم ترین مسائل یہ ہیں۔ کھانے' پینے' چلنے' بیٹھنے' سونے' سفر' خلوت' جماع' لباس' رہائش' نظامت' زینت' باہمی کلام کے آداب' آفات و امراض میں دوائیں استعمال کرنے اور دم جھاڑ کرانے کے آداب' اجتماعی حوادث آنے سے پہلے پیش بندی کرنے' ولادت' نکاح' عید اور مسافر آنے وغیرہ کے وقت دعوتیں اور ولیمے کرکے خوشی منانے کے آداب' مصائب کے وقت ماتم کرنے' بیماروں کی تیمارداری کرنے اور مردوں کو دفن کرنے کے آداب...." (۲۱)

شاہ ولی اللہ کے نزدیک صحیح المزاج افراد سلیقے اور نظم کو پسند کرتے ہیں۔ یہ سلیقہ وہ زندگی کے ہر شعبے میں چاہتے ہیں۔ ان کے نزدیک سلیقہ نوازی لوگوں میں ایک کردار' ایک تہذیب و تمدن کا باعث بنتی ہے' اور یہ کہ نظافت پر سب کا اتفاق ہے۔ اجتماعی مسائل سب اقوام کے ملتے جلتے ہوتے ہیں البتہ انہیں حل کرنے کے طریقے کسی قدر مختلف ہوتے ہیں۔ (۲۲)

۲۔ "تدبیر منزل" کے تحت شاہ ولی اللہ معاشرت کے عائلی اور باہم دیگر تعاون کے پہلو کو نمایاں مقام دیتے ہیں۔ عائلی پہلو کو چار حصوں میں تقسیم کرتے ہیں یعنی نکاح' ولادت' ملک اور صحبت (۲۳)۔ اس پہلو میں مثبت نتائج کیلئے ایک نظم و سلیقے پر زور دیتے ہیں اور اس نظم و سلیقے کا بنیادی اصول "صلہ رحمی" قرار دیا ہے۔ اس قرآنی اصول معاشرت کو ہر انسان کی فطرت کے مطابق قرار دیا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف استعدادوں کے مالک افراد' مختلف حاجات' آفات' بیماریوں اور مصائب میں باہمی تعاون کو بھی انسان کی فطری جذبوں سے مطابق قرار دیا ہے(۲۴) گویا انسان کے فطری جذبے' انفرادی و اجتماعی کیلئے اس کے اندر ودیعت شدہ ہیں۔ نظم اور سلیقہ نوازی پر عائلی اور استعداد و تعاون کے حوالے سے اس عنوان کے آخر میں پندرہ نکات بیان

کرتے ہیں۔ (۲۵) اور آخر میں لکھتے ہیں :۔

"چنانچہ تم لوگوں میں کوئی گروہ ایسا نہ پاؤ گے جو کہ ان ابواب کے اصولوں پر یقین نہ رکھتا ہو اور ان کو قائم کرنے کی جدوجہد نہ کرتا ہو' چاہے ان کے مذاہب مختلف ہوں اور ان کے علاقے دور دور ہوں"۔(۲۶)

۳۔ "فن معاملات " کے تحت شاہ ولی اللہ معاشرت کی اس سطح کو زیر بحث لاتے ہیں۔ جہاں انسان لین دین' خرید و فروخت' انتخاب ہنر و پیشہ جیسے معاملات میں پڑتا ہے۔ لکھتے ہیں :۔

"یہ وہ حکمت ہے کہ جو ارتفاق ثانی کے مطابق باہمی تبادلہ کرنے' باہم تعاون کرنے اور اکساب و پیشہ جات کے طریقوں پر بحث کرتی ہے"۔(۲۷)

ارتفاق دوم دراصل شاہ ولی اللہ کے نزدیک معاشرت کی اساس و بنیاد کیلئے ایک فیصلہ کن حیثیت ہے۔ انسانی فطرت کے "پوشیدہ و ظاہر جوہر کی اس سطح پر نشاندھی کرکے انہیں مثبت و منفی راستوں پر لے جانے کے نتائج و عواقب سے آگاہ کیا ہے۔

معاشرت کا تیسرا درجہ۔ ارتفاق سوم

تہذیب و تمدن کی دوسری سطح پر پیدا ہونے والے معاملات و کشمکش کو مقاصد سے ہم آہنگ رکھنے کیلئے معاشرت ایک مقتدرہ تنظیم کی ضرورت محسوس کرتی ہے جسے حکومت کہا جاتا ہے۔ ارتفاق اول انسان کی ابتدائی زندگی یا بدوی زندگی موجودہ تہذیب و تمدن کی بلند عمارت کا پہلا زینہ ہے۔ اس پہلے زینے سے زندگی کے شہری درجے کو ارتفاق ثانی کہا ہے۔ اور جب اس طرح کے بہت سے دیہات و شہر قائم ہوگئے۔ تو ان دیہاتوں اور شہروں کے درمیان معاملات کو احسن طریقے سے چلانے کیلئے نظام حکومت و سیاست کی ضرورت پڑی۔ شاہ ولی اللہ اسے ارتفاق سوم کہتے ہیں۔ اس عنوان کے تحت وہ سیاست المدنیہ (۲۸)۔ ' سیرت الملوک (۲۹)۔ اور سیاست الاعوان (۳۰) کے تین موضوعات کے تحت بحث کرتے ہیں اور پورے حکومتی نظام کا خاکہ اور نقشہ وضع کرتے ہیں :۔

۱۔ سیاست المدنیہ کے تحت شاہ ولی اللہ شہری زندگی کے متعلق بیان کرتے ہیں اور اسے مخصوص معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس سے ترقی یافتہ دیہات' قصبات اور شہر مراد لیتے ہیں۔ لکھتے

ہیں :۔

"یہ وہ حکمت ہے کہ جو باشندگان شہر کے آپس کا رابطہ قائم رکھنے کے طریقوں پر بحث کرتی ہے اور شہر سے میری مراد وہ جماعت ہے کہ جو قریب قریب ہے اور ان کے درمیان معاملات چلتے ہیں۔ البتہ وہ جدا جدا مکانوں میں رہائش پذیر ہیں"۔ (۳۱)

اس ارتفاق ثالث کو انسان کی ابتدائی زندگی کے مثل قیاس کرتے ہیں۔ جب عدم تحفظ کے احساس نے لوگوں کو ایک رضاکارانہ معاہدے پر مجبور کیا تھا۔ جسے عمرانی حکماء معاہدہ عمرانی کہتے ہیں۔ ان کے نزدیک شہری زندگی کے بھی ایسے ہی مسائل جنم لیتے ہیں جب اہل شہر بھی ایک رضاکارانہ معاہدے کی تشکیل پر مجبور نظر آتے ہیں۔ اسی عمرانی نظریہ پر ایک پورا نظام حکومت تشکیل پاتا ہے۔ اس درجہ کے مفصل حالات حجتہ البالغہ کے علاوہ دوسری کتب میں بھی بیان کئے ہیں۔ "البدور البازغہ" میں شہری زندگی کے متعلق لکھتے ہیں :۔

"شہری زندگی سے مراد ایک خاص قسم کا رشتہ' ربط اور باہمی تعلق ہے جو بہت سے خاندانوں اور جماعتوں کے ایک جگہ رہنے سے پیدا ہوجاتا ہے"۔ (۳۲)

شاہ ولی اللہ سارے شہر کو ایک فرد کے مثل باور کرتے ہیں جس میں بیماری اور بھرپور صحت ممکن ہے۔ اسی طرح شہر میں گروہ در گروہ لوگ بستے ہیں۔ اس لئے ایک ہی سنت عادلہ پر ان کا رہنا ممکن نہیں ہوتا۔ اس لئے ظلم و تعدی سے باز رہنے کیلئے ایک ممتاز منصب کا ہونا ضروری ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"شہر کا انتظام صرف اس صورت میں ممکن ہے کہ جمہور ارباب حل و عقد ایک آدمی کی اطاعت پر متفق ہوجائیں جو پرشوکت ہو اور اس کے اعوان (فوج) ہو۔" (۳۳)

شاہ ولی اللہ نے ان شہری خرابیوں کا تذکرہ بھی تفصیل سے کیا ہے۔ جو بتدریج ترقی کرکے انسان کو عدم تحفظ کا شکار کرتے ہیں۔ یہاں ان کی تفصیل بیان کرنا اس نقطہ نظر سے ضروری ہے کہ زوال آمادہ معاشرے کی خرابیوں کا موجودہ خرابیوں سے موازنہ بھی ممکن ہوسکے۔ یہ خرابیاں

پوری طرح ہماری معاشرت میں ظہور پذیر ہوچکی ہیں۔ شاہ ولی اللہ ان کی نشاندھی کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔

"۱۔ شہری سیاست میں ایک خرابی اس وقت آتی ہے جب بعض شریر لوگ سنت عادلہ کو مسترد کرکے بزور طاقت بعض خواہشات مثلاً" لوٹ مار' رہزنی اور دوسرے کئی طریقوں سے نقصان پہنچاتے ہیں۔

۲۔ خرابی کا ایک اور سبب ظالم آدمی کسی کو قتل' زخمی یا تشدد کا نشانہ بنائے یا اس کی بیوی' بہنوں اور بیٹوں کو ناحق ستائے یا ان کا مال اعلانیہ یا خفیہ اٹھالے یا اس کی عزت پر الزام تراشی کرے یا بدکلامی کرے۔

۳۔ خرابی کا ایک اور سبب جادو' کھانے پینے میں زہر ملادینا' لوگوں کو فساد کرنے کی تلقین کرنا' رعایا کو حاکم کے خلاف بھڑکانا' آقا کو غلام کے خلاف آمادہ کرنا اور بیوی کو خاوند کے خلاف اکسانا۔

۴۔ وہ انفرادی خرابیاں' جو انسان کو برائی کی عادت ڈال کر معاشرت پر اثرانداز ہوتی ہیں۔ ان میں لواطت' غلط مباشرت' جو فطرت سلیمہ سے ہٹا دیتی ہے اور ایک عورت سے چند آدمیوں کا زنا' شراب نوشی' جوا کھیلنا' سودی کاروبار' سود لینا' رشوت' ناپ تول میں کمی' سامان تجارت میں عیب کو مخفی رکھنا یا دھوکہ دینا' ذخیرہ اندوزی کرنا' خریدنے کی نیت کے بغیر بولی لگادینا۔

۵۔ ایسے جھگڑوں' جعلسازیوں کا ظہور' جن میں شہادت' حلف' دستاویزات اور قرائن وغیرہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ مگر اس میں اصل بات کی تحقیق و تفتیش مشکل ہوجائے۔

۶۔ اور معاشرت شہر اس قدر انتشار و فساد کا شکار ہوجائے۔ جب لوگ وہاں سے ہجرت کرکے دوبارہ بدوی زندگی کی طرف لوٹ جانے پر آمادہ ہوجائیں"۔ (۳۴)

۲۔ "بادشاہوں کی سیرت" کے تحت بیان کرتے ہیں کہ ملک کا بادشاہ یا حکمران کا کردار و عمل ملک کے بنانے اور بگاڑنے میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ وہ حکمران کو ہی سیاسی نظام کا مرکزی محور قرار دیتے ہوئے اس کی خصوصیات و کردار کی وضاحت پندرہ نکات میں کرتے ہیں۔ (۳۵) یہ خصوصیات موجودہ دور کے حکمرانوں میں کم ہی پائی جاتی ہیں۔ اگر ہوں بھی تو منفی طور پر استعمال ہوجاتی ہیں۔

۳۔ سیاست اعوان و انصار کے تحت شاہ ولی اللہ حکومت کی تنظیم وڈھانچہ تشکیل دینے پر زور دیتے ہیں۔ کیونکہ حکمران اکیلا سارے کام احسن طور پر نہیں چلا سکتا۔ انہوں نے پانچ مرکزی اداروں یا مددگاروں کی نشاندہی کی ہے۔ یعنی قاضی' جو عدالتی نظام کا سربراہ ہو۔ امیر لشکر' جو افواج کا سربراہ ہو۔ ناظم شہر' جو انتظامی معاملات کا سربراہ ہو۔ آج کے دور میں یہ وزیراعظم بھی ہوتا ہے۔ عامل' بیت المال کا سربراہ ہو اور وکیل جو بادشاہ کا نائب یا معاون ہو۔ (۳۶)

ارتفاق سوم گویا کسی معاشرت کی سیاسی تنظیم سازی کا مرحلہ ہے۔ یا دوسرے لفظوں میں قومی سطح پر سرگرمیوں اور تنظیم کو باقاعدہ بنانا ہے۔

معاشرت کا چوتھا درجہ' ارتفاق رابع

ارتفاق رابع کے تحت شاہ ولی اللہ قوموں کے بین الاقوامی اسلامی پہلو کو زیر بحث لاتے ہیں۔

لکھتے ہیں :۔

"یہ وہ حکمت ہے کہ جو شہروں کے احکام اور بادشاہ کی سیاست اور مختلف ممالک کے لوگوں کے باہمی روابط سے بحث کرتی ہے"۔ (۳۷)

ان کے مد نظر برصغیر کا معاشرہ تھا۔ اور تشکیل جدید کیلئے ان کی بنیادی فلاسفی اسلامی نظریہ عمرانیات تھا۔ اس لئے وہ "خلیفہ" کا تصور دیتے ہیں۔ جو مختلف خودمختار مسلم ممالک یا اکائیوں

کے درمیان پیدا ہونے والے معاملات طے کرتا ہے۔ ان کے مطابق یہ خلیفہ از خود نہیں بنے گا۔ بلکہ تمام ممالک آپس میں اتفاق رائے سے چنیں گے اور اسے اتنے اختیارات دیں گے جس سے مطلوبہ مقاصد حاصل کرنے میں اسے کوئی دقت نہ ہو۔ بین الاقوامی پہلو کے حوالے سے دنیا کے دوسرے غیر مسلم ممالک سے باہمی روابط اور معاملات خلیفہ کے دائرے میں آتے ہیں۔

لکھتے ہیں:۔

"بادشاہوں میں یہ مرض (حسد' لالچ' جنگ و جدال) بڑھ گیا تو مجبور ہوئے کہ ایک خلیفہ چن لیں۔ خلیفہ وہ ہوتا ہے کہ جس کے پاس اس قدر افواج اور اسلحہ ہو کہ دوسرا آدمی اس سے ملک چھین لینا ناممکن سمجھے"۔ (۳۸)

شاہ ولی اللہ نے خلیفہ کے مقام اور اختیارات کو بھی پوری وضاحت سے بیان کیا ہے۔ (۳۹)

خلاصہ بحث

شاہ ولی اللہ نے حکیمانہ انداز میں معاشرت کی ابتداء' اس کے تشکیلی عوامل و عناصر' سیاسی و حکومتی نظم و تنظیم کے خدوخال اور بین الاسلامی اور بین الاقوامی زندگی میں کردار و عمل کو جاری رکھنے کیلئے مختلف اصول و شرائط بیان کی ہیں۔ معاشرے کی ابتدائی نوعیت پر علمی مفروضہ جات کے تحت ہی بحث کرتے ہیں لیکن وہ ایک کامل معاشرت کو انسانی نصب العین قرار دیتے ہیں۔ اسے وہ "ملت قصویٰ" کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۔ معاشرت کی اصل واساس انسان کے فطری میلانات کو قرار دیتے ہیں جبکہ کامل معاشرے کی بنیادی خصوصیات پاکیزگی' خشوع و خضوع' ضبط نفس اور عدالت قرار دیتے ہیں۔ اپنے فلسفہ عمرانی میں زبان کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کرتے۔ زندگی کے ہر شعبے اور دائرے میں نظم و سلیقہ نوازی کی ضرورت پر زور دیتے ہیں۔ اور انہی باتوں کو تہذیب و تمدن کی نمو کیلئے لازمی قرار دیتے ہیں۔ نظم و سلیقہ نوازی کا بہترین اصول "صلہ رحمی" قرار دیتے ہیں اور اسے انسان کے فطری جذبوں میں شمار کرتے ہیں۔ معاشرت کی چار منزلوں کا تعین کرتے ہیں مگر یہ ایک دوسرے سے مرحلہ وار اور بتدریج ہیں اور باہم منسلک و جڑی ہوئی ہیں۔

موجودہ دور اور شاہ ولی اللہ کا عمرانی فلسفہ

دوران مطالعہ بہت کم مواقع پر یہ احساس ہوتا ہے کہ ہم اٹھارویں صدی کے ایک صوفی و ماہر عمرانیات کے افکار کا مطالعہ کررہے ہیں۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گویا ہماری موجودہ زبوں حال معاشرت کا نقشہ کھینچ رہے ہیں۔ خصوصاً" کسی معاشرت کی خرابی میں جن چھ بنیادی اسباب کا تذکرہ بطور اصول زوال کیا ہے۔ وہ چھ کے چھ اصول اس وقت ہماری معاشرت کا خاصہ بن چکے ہیں۔ جو چیلنج شاہ ولی اللہ کو مسلم معاشرت اور سیاست و حکومت کی تشکیل نو کا اٹھارویں صدی میں درپیش تھا۔ آج پھر وہی چیلنج مسلمانان برصغیر خصوصاً" تشکیل نو کے عزم کے ساتھ حاصل کئے گئے خطہ زمین پاکستان میں شدید طور پر درپیش ہے۔ جس کے متعلق پاکستان کے حکمران و سیاست دان کے علاوہ اہل فکر بھی برملا اظہار کرچکے ہیں۔ نئی معاشرت کی تشکیل یا جسے علمی اصطلاح میں نیا معاہدہ عمرانی بھی کہا جاسکتا ہے' وقت کی ضرورت بن چکا ہے۔ موجودہ معاشرت قومی ترقی کا بوجھ اٹھا کر آگے بڑھنے کی صلاحیت سے محروم ہوچکی ہے۔ نئی اخلاقی قدروں کی ترویج اور نئے تہذیبی رویوں کو پروان چڑھائے بغیر موجودہ معاشرت کی اصلاح ممکن نہیں۔

اس مقصد کیلئے اپنے نظریاتی منبع یعنی اسلام کی تعبیرو تشریح کی ضرورت ہے۔ یہ بات بھی لائق توجہ ہے کہ دور جدید کے جدید تقاضوں کو ہم نے اپنے فکری منبع یعنی قرآن کی رو سے سمجھنے کی بہت کم کوشش کی ہے۔ شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریات کا منبع قرآن ہے۔ لیکن انہوں نے جدید تقاضوں کو بھی نظرانداز نہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی فکر زندہ ہے اور علامہ اقبال نے بھی برصغیر کے مسلمانوں کو شاہ ولی اللہ کی تحریروں کے مطالعے پر زور دیا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم معاشرت کی تشکیل جدید کے اس سفر میں شاہ ولی اللہ کے کام کو مشعل راہ بنائیں۔ اور برصغیر میں مسلمانوں کی فکری رہنمائی کے اگلے رہنما علامہ محمد اقبال کے افکار کی روشنی میں معاشرت کی تشکیل جدید کا بیڑا اٹھائیں۔ پاکستان معاشرت کی تشکیل جدید اس لئے بھی نہ کرسکا کہ فکر اقبال کو پورے تعلیمی و فکری نظام سے الگ کردیا گیا۔ اور ان کا نام و شعر تبرک کے طور پر لیا جانے لگا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ فکر ولی الہی اور اقبال کی روشنی میں معاشرت کی تشکیل نو کا عزم و ارادہ باندھ کر حقیقت پسندانہ اقدامات کئے جائیں۔ یہ کام ہرگز عام سطح کے

آدمی کا نہیں۔ اس لئے جس طرح دوسرے کئی امور میں متعلقہ ماہرین کا بورڈ بنایا جاتا ہے اور اس کی سفارشات کو عملی و قانونی شکل دینے کیلئے ملک کے قانون ساز ادارے کی منظوری کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ یہی طریقہ کار قوم کی فکری رہنمائی کے حامل ماہرین سے پورے فکری نظام کی تشکیل جدید کے حوالے سے اختیار کیا جاسکتا ہے۔ مختصراً" ہم معاشرت کی تشکیل جدید میں شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریات کو بنیاد بناسکتے ہیں۔ اور ان نظریات کی تہہ میں جو روحانی و متصوفانہ اور عملی و عقلی جوہر پوشیدہ ہے' اسے سامنے لاکر معاشرت کی تشکیل جدید کی منزل یقینی طور پر پاسکتے ہیں۔ انشاء اللہ۔

حواشی و حوالہ جات

۱۔ شاہ ولی اللہ "حجتہ البالغہ" اردو ترجمہ مولانا منظور احمد الوجیدی' شیخ غلام علی لاہور۔ سن ندارد' ص ۱۱

۲۔ محمود احمد برکاتی' شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان' مکتبہ جامع لمیٹڈ' جامع نگر' نئی دھلی۔ ۱۹۹۲ء' ص ۷

۳۔ اشتیاق حسین قریشی' برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ' ترجمہ ہلال احمد زبیری' کراچی یونیورسٹی ۱۹۸۹ء ص ۲۱۱

۴۔ اشتیاق حسین قریشی' برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ' ص ۲۰۹

۵۔ اشتیاق حسین قریشی' برصغیر پاک و ہند کی ملت اسلامیہ' ص ۲۱۰

۶۔ پروفیسر عزیز احمد' برصغیر میں اسلامی کلچر' ترجمہ ڈاکٹر جمیل احمد جالبی' ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور' ۱۹۹۰ء ص ۳۱۰

۷۔ حجتہ البالغہ' ص ۲۰۹

۸۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' پنجاب یونیورسٹی لاہور' جلد ۱۴' ص ۲۹۴

۹۔ حجتہ البالغہ' ص ۱۱۲۔۱۱۱

۱۰۔ حجتہ البالغہ' ص ۱۲۱

۱۱ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۳

۱۲ پروفیسر عزیز احمد، برصغیر میں اسلامی کلچر، ص ۳۱۵

۱۳۔ پروفیسر محمد سرور، ارمغان شاہ ولی اللہ ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، ۱۹۸۶ء ص ۳۶۸

۱۴۔ بشیر احمد، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ عمرانیات و معاشیات، مکتبہ بیت الحکمت لاہور ۱۹۴۵ء ص ۵۱۔۵۲

۱۵۔ بشیر احمد، شاہ ولی اللہ اور ان کا فلسفہ عمرانیات و معاشیات، ص ۵۸

۱۶۔ شمس الرحمان محسنی، شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریے، سندھ ساگر اکادمی لاہور، ۱۹۶۴ء ص ۵۹

۱۷۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۳۔۱۱۴

۱۸۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۳

۱۹۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۴

۲۰۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۵

۲۱۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۵

۲۲۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۴

۲۳۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۷

۲۴۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۱۹

۲۵۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۰

۲۶۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۰

۲۷۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۰

۲۸۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۲

۲۹۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۰

۳۰۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۸

۳۱۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۲

۳۲۔ شمس الرحمان محسنی، شاہ ولی اللہ کے عمرانی نظریے، ص ۳۹

۳۳۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۳

۳۴۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۴

۳۵۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۲۷

۳۶۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۰

۳۷۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۰

۳۸۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۱

۳۹۔ حجتہ البالغہ، ص ۱۳۳۔۱۳۲